ڈاکٹر محمد عبد اللہ قاضی
پروفیسر محمد یحییٰ

سزائے قید کتاب و سنت کی روشنی میں

قید کے لئے عربی میں لفظ حبس استعمال ہوتا ہے جس کا لغوی معنی روکنا اور بند کرنا ہے ۔ اسی سے محبس بنا ہے جس کے معنی قید خانے اور جیل کے ہیں ۔ اس کو سجن (۱) کہا جاتا ہے قرآن مجید میں ہے " رب السجن احب الی " (۲) اے میرے رب قید خانہ میرے نزدیک زیادہ بہتر ہے ۔ شرعی اعتبار سے جس کی تعریف یوں ہو گی " تعویق الشخص و منعہ من التصرف بنفسہ " (۳) کسی شخص کو نقل و حرکت اور از خود تصرف سے روک دینا ۔

قید کی مشروعیت کے بارے میں فقہاء میں اختلاف پایا جاتا ہے ۔ امام احمد کے ساتھی قید کی عدم مشروعیت کے قائل ہیں ۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور نہ ہی خلیفہ اول ابو بکر کے زمانے میں قید خانے پائے جاتے تھے ۔ " ولم یحبسا احدا " (۴) اور نہ ہی انہوں نے کسی کو قید کیا ۔ اس کی دلیل یہ ہے حبیب نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا " اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم بغریم لی فقال لی الزمہ ثم قال یا اخا بنی تمیم ما ترید ان تفعل باسیرک " (۵) میں اپنے مقروض کو لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا ۔ آپ نے مجھ سے فرمایا اسے روکے رکھو ، پھر فرمایا ! بنو تمیمی بھائی ، تم اپنے قیدی کا کیا کرو گے ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قید نہ کرنے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ قید کرنا جائز نہیں ہے ۔ اس لئے کہ ان دنوں قید کی اتنی ضرورت پیش نہیں آتی تھی ، پھر جب خلیفہ عادل امام عمر کا زمانہ آیا اسلامی ریاست کی حدود میں وسعت پیدا ہوئی آبادی بڑھنا شروع ہوئی تب قید خانے بنائے گئے ۔

جمہور فقہاء کے ہاں قید کی سزا جائز ہے بطور دلیل " والتی یاتین الفاحشۃ من نسا کم

فاستشھدوا علیھن اربعۃ منکم فان شھدوا فامسکوھن فی البیوت حتی یتو فاھن الموت او یجعل اللہ لھن سبیلا " (٦)

مسلمانو ! تمھاری عورتوں میں سے جو بدکاری کریں ان پر چار آدمیوں کی گواہی لو پس اگر وہ گواہی دیدیں تو (سزا کے طور پر) گھروں میں بند رکھو ' یہاں تک کہ موت ان کا کام تمام کر دے یا اللہ ان کے لئے کوئی اور سبیل نکال دے ۔ (فھذہ الایۃ ترشد الی التقید والحبس فی البیوت کما ھو الحکم فی صدر الاسلام " (۷)

اس آیت سے گھروں میں روک رکھنے ' اور قید کی راہنمائی ملتی ہے ابتدا اسلام سے یہ حکم یوں ہی برقرار ہے ۔ اس لئے جیل خانہ جات کی مشروعیت کا پتہ چلتا ہے ۔

ارشاد باری ہے " او ینفوا من الارض " (۸) ترجمہ یا انہیں جلا وطن کر دیا جائے ۔

" قال مالک والکوفیون نفیھم سجنھم فینتفی من سعۃ الدنیا الی ضیقھا فصار کانہ اذا سجن فقد نفی من الارض الا من استقرارہ " (۹) امام مالک اور علماء کوفہ کہتے ہیں کہ نکال دینے کا مطلب قید کر دینا ہے ' چنانچہ انہیں دنیا کی کشادگی سے قید خانے کی تنگی کی طرف نکال پھینکا جاتا ہے ۔ یوں بھی جس شخص کو قید کیا جاتا ہے ۔ وہ دنیا سے نکل کر ایک محدود جگہ میں گھر کر رہ جاتا ہے ۔ انہوں نے بطور استدلال کسی قیدی شاعر کا شعر پیش کیا ہے ۔

خرجنا من الدنیا و نحن من اھلھا
فلسنا من الاموات فیھا ولا الاحیاء
اذا جائنا السجان یوماً لحاقۃ
عجبنا و قلنا جاء ھذا من الدنیا

ہم اسی دنیا کے باسی ہیں ' اس کے باوجود ہم دنیا سے نکل چکے ہیں ' آج ہماری حالت یہ ہے کہ نہ ہم زندوں میں ہیں نہ مردوں میں ' جب داروغہ کسی دن کسی ضرورت سے ہمارے یہاں آتا ہے ' تو ہمیں جرات ہوتی ہے ' اور ہم کہتے ہیں کہ ' ارے دیکھو یہ دنیا سے آیا ہے ۔

" والمراد بالارض النازلۃ " (۱۰) آیت میں ارض سے مراد وہی بستی ہے جہاں حادثہ پیش آیا ' بہرحال سابقہ دلائل سے جیل خانہ جات بنانے کا ثبوت ملتا ہے ۔

احادیث:

۱۔ عن بھز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم حبس رجلا فی تھمۃ ثم خلی عنہ (۱۱)

حضرت بھز بن حکیم سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنے دادا سے نقل کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی تہمت کے سلسلے میں ایک شخص کو قید کر دیا، پھر اسے رہا کر دیا۔

عن ابی ھریرہ من روایہ الحاکم ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم " حبس فی تھمۃ یوما ولیلۃ "

حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے۔ مرویات حاکم۔ منقول ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی تہمت کے سلسلے میں ایک شخص کو ایک رات اور دن قید کئے رکھا۔ آپ کے اس فعل سے قید کئے جانے کا ثبوت ملتا ہے۔

روی عبدالرزاق ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال فی الذی امسک رجلا للاخر حتی قتلہ " اقتلوا القاتل و اصبرو الصابر "

عبدالرزاق نے نقل کیا ہے بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے بارے میں فرمایا! جس نے دوسرے شخص کو روکے رکھا یہاں تک کہ اس کو مار ڈالا آپ نے فرمایا روکنے والے کو روک دو۔

فقال ابو عبیدہ اصبرو الصابر ای احبسوا الذی حبسہ حتی یموت و مثلہ روی علی ھذا یدل علی مشروعیہ الحبس۔ (۱۳)

ابو عبیدہ کہتے ہیں اصبر و الصابر کا مطلب یہ ہے کہ جس نے قید کر رکھا، اس کو تم بھی قید کر دو تاکہ وہ بھی مر جائے اسی قسم کا مفہوم حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے اس سے بھی قید کے جواز کا پتہ چلتا ہے۔

اجماع:

فقد اتخذ عمر و عثمان رضی اللہ عنھم السجن ولم ینکر علیھم احد من الصحابہ فکان ذلک اجماعا (۱۵) علی اتخاذ السجن و الحبس فیہ

اس میں شک نہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت عثمان، اور حضرت علی

رضی اللہ عنھم اجمعین نے جیل خانے بنائے ' اور ان کے اس فعل پر صحابہ میں سے کسی نے کوئی اعتراض نہیں کیا ' اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جیل خانے بنوائے جاتے اور اس میں قید کرنے پر اجماع منعقد ہے ۔

اس کی وضاحت کے لئے ملاحظہ ہو ۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صفوان بن امیہ سے چار ہزار درہم کا ایک مکان خریدا ' اور اس کو قید خانہ میں تبدیل کر دیا ' آپ ہی سے یہ روایت پایہ ثبوت کو پہنچی کہ آپ کا ایک جیل خانہ اور تھا ' جس میں آپ ضبیعہ شاعر کو اس کی کثرت ہجو گوئی پر قید کر دیا تھا ۔ ضبیع التمیمی کو آپ نے اس لئے جیل میں ڈال رکھا تھا ' کہ وہ سورۃ ذاریات ' مرسلات ' اور نازعات و غیر سورتوں کی بابت لوگوں سے سوالات کیا کرتا تھا ۔ مشکل آیتوں پر غور و فکر کے لئے لوگوں کو اکسایا کرتا تھا ' اس شخص کو آپ نے بار ہا سزائیں دیں ۔ پھر اسے عراق جلا وطن کر دیا اور عراقیوں کے نام یہ خط لکھا کہ کوئی شخص اس کے پاس نہ بیٹھے ' چنانچہ کہنے والے یہاں تک کہتے تھے کہ اگر کسی مجلس میں ہم سینکڑوں کی تعداد میں بیٹھے ہوتے ' اور وہ شخص آ جاتا تو ہم اٹھ کر چلے جاتے تھے ' پھر حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ اس شخص نے توبہ کر لی ہے اور بہتر طریقہ سے توبہ کر لی ہے ۔ تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے لوگوں کے بائیکاٹ کو ختم فرمایا ' اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اولین شخص ہیں جنہوں نے جیل خانوں کی بنیاد ڈالی ۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے ضابی بن حارث کو جیل خانے کی سزا دی کیونکہ یہ شخص بنو تمیم کے چوروں اور قاتلوں میں سے تھا جیل میں یہ شخص مرگیا ۔

حضرت علی سے ثابت ہے کہ آپ نے بھی قید کیا اور آپ حضرات جائز کام ہی کیا کرتے تھے ۔

بلاشبہ مذکورہ دلائل سے جیل خانوں کے جواز کا ثبوت ملتا ہے ' ان جیل خانوں میں مجرم کا مستقل ایسا نظام ہوتا ہے ۔ جو اس کی راہنمائی کرتا اور اسے راہ راست پر لاتا

ہے ' اس کے لئے روک تھام اور راہنمائی کے اسباب فراہم کرتا ہے ' اور اسی صورت جیل خانوں کا مقصد بھی حاصل ہوتا ہے ۔ جس کی بنا پر اسلام نے ان کو مندوب قرار دیا ہے ۔ جیل خانوں میں اصلاح و درستی کام جو نظام برپا ہوتا ہے ' وہ ایک مطلوب چیز ہے اور اس کا بہترین نتیجہ برآمد ہوتا ہے ' کیونکہ اس نظام کو چلانے والے ایسے داعی اور علماء کرام ہوتے ہیں ' جن سے لوگ متاثر ہوتے ہیں ان کی باتوں کو مانتے ہیں اور ان پر کان دھرتے ہیں اگر جیلوں میں علماء کرام وعظ و نصیحت کریں اور انہیں صحیح راستہ پر لگائیں تو قید خانوں کی رونق کم ہو سکتی ہے ۔

ابراہیم
کشمینا
انٹرنیشنل
کشمینا اون جیسی کوئی اون نہیں
ابراہیم سپنرز
۶۲۔ شاہ عالم مارکیٹ لاہور
فون :۔ ۶۶۱۳۵ —— ۳۲۴۶۸۲ —— ۲۲۴۱۹۰